تواضع اور خاکساری
آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

—— مولانا سید اخلاق حسین قاسمی دہلوی ——

قرآن کریم نے عاجزی اور خاکساری کے لئے تین لفظ استعمال کئے ہیں:

(۱) سب سے زیادہ "خشوع" کا لفظ استعمال کیا ہے، جو تکبر اور غرور کے مقابلہ کا مفہوم رکھتا ہے۔ سورۃ البقرہ (۴۵) میں فرمایا:

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ

"اور وہ (نماز) یقیناً بھاری ہے (شاق ہے) مگر ان پر (آسان ہے) جن کے دل پگھلے ہوئے ہیں"۔

شاہ صاحبؒ نے اس آیت میں قساوتِ قلبی (دل کی سختی) کے مقابلہ میں خشوع کا ترجمہ کیا ہے۔ سورۃ الحدید (۱۶) میں یہ دونوں لفظ ایک آیت میں جمع ہیں:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

"کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ ان کے دل گڑگڑائیں اللہ کے ذکر سے"

اس جگہ "گڑگڑائیں" ترجمہ کیا، یعنی عاجزی اختیار کریں۔

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

"لیکن ان پر مہلت کا زمانہ دراز ہو گیا اس لئے ان کے دل سخت ہو گئے"۔

سورۃ الاحزاب (۳۵) میں فرمایا:

اَلْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ یعنی "دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں"

چنانچہ خشوع کا ترجمہ دبنا، یعنی نیچا ہونا کیا -- وہی خاکساری کا مفہوم ہے۔

زمین پر بھی خشوع طاری ہوتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ

(حٰمٓ السجدہ: ۳۹)

یعنی زمین دبی پڑی تھی' بارش سے تازی ہو گئی اور ابھر آئی۔ زمین کے خشک ہونے کو خشوع سے تعبیر کیا' کیونکہ یہ اسکی عاجزانہ حالت ہے۔

قیامت کے دن منکرینِ حق پر خشوع طاری ہو گا:

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ○ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ○ (النازعات: ۹)

"اس روز دل دھڑک رہے ہوں گے اور آنکھیں نیچی ہوں گی"۔

وہاں تکبر کی سزا کے طور پر ذلت و شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۲) دوسرا لفظ "خضوع" ہے' لیکن قرآن نے یہ لفظ صرف دو جگہ استعمال کیا ہے: **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ** (الاحزاب: ۳۲) یعنی اے عورتو' نرم اور لوچدار آواز میں گفتگو نہ کرنا' اس سے منافق لوگ بری نیت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ **فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ** (الشعراء: ۴) یعنی اگر ہم چاہیں تو ان پر ان کی فرمائش کے مطابق ان پر نشانی نازل کر دیں' اس وقت ان کی گردنیں شرمندگی سے جھک جائیں گی --- وہی عاجزی اور جھکنے کا مفہوم ہے۔

(۳) تیسرا لفظ "اِخبات" ہے' اور یہ تین جگہ آیا ہے۔ لغت میں خَبَتَ کے معنی مٹ جانا' بے نشان ہو جانا ہے اور قرآن نے اس لفظ کو عاجزی کی آخری منزل' انتہائی حالت کے لئے استعمال کیا ہے' یعنی ایسی عاجزی کہ انسان اپنے وجود اور اپنی خواہشات کو خدا کی مرضی پر قربان کر کے بے نشان ہو جائے:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (الحج: ۳۴) "اور خوشی سنا عاجزی کرنے والوں کو"

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَاَخْبَتُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اُولٰئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ (ہود: ۲۳)

"البتہ جو یقین لائے' اور کیں نیکیاں' اور عاجزی کی اپنے رب کی طرف' وہ ہیں جنت کے لوگ"

دونوں جگہ عاجزی ترجمہ کیا ہے۔

فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ (الحج: ۵۴) "دبیں اسکے آگے ان کے دل"

اس جگہ دبنا (جھکنا) ترجمہ کیا۔

(باقی صفحہ ۶۴ پر)